بیگم صغرا ہمایوں: حیات، ادبی اور سماجی خدمات

روبینہ پروین *

Abstract

Begum Sughra Humayun was a recognized author, poetess, and social active member of women rights protection movement. She took written as well as practical steps for reinforcement of women dignity and education. She also earned popularity in the field of writing travelogue. This research paper presents her biographical sketch as well as an overview of her literacy and social contributions.

بیسویں صدی کے اوائل میں ہندوستانی معاشرہ پوری طرح مغربی تسلّط میں تھا اور معاشرہ نت نئی تبدیلیوں سے دوچار تھا۔ انگریز بہترین نظامِ حکومت لے کر آیا تھا اور تمام شعبہ ہائے زندگی پر ان کے ثمرات پڑ رہے تھے۔ ان ثمرات سے ہندوؤں نے بھرپور فائدہ اٹھایا مگر مسلمان اپنی کم مائیگی اور برسوں کی حکومت چھن جانے کی وجہ سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہو کر پستی کی جانب مائل تھے اور وہ انگریزوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے ان کے لائے ہوئے نظام سے نفرت کرتے تھے۔ اس طرح مسلمان جدید تعلیم حاصل نہ کرنے کی وجہ سے دوسری اقوام سے بہت پیچھے تھے۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے بہت سے رہنما آگے آئے اور انھوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم سے روشناس کرانے کا بیڑا اٹھایا۔ ان کی کوششیں بارآور ہوئی اور لوگ جدید تعلیم کی جانب راغب ہوئے مگر ان تمام کوششوں کے باوجود عورتیں تعلیمی میدان میں بہت پیچھے تھیں۔ ان کی اکثریت جاہل اور فرسودہ خیالات و عقائد میں مبتلا تھیں۔ عورتوں کی تعلیم کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں تھیں مگر کچھ لوگوں نے تعلیم نسواں کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ بہت سی پڑھی لکھی خواتین بھی اس مہم میں شریک ہوئیں۔ جن خواتین نے ہندوستان میں تعلیم نسواں کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ان میں صغرا ہمایوں کا نام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف تعلیم نسواں کی حامی تھیں بلکہ حقوق نسواں اور آزادی نسواں کے لیے بھی انھوں نے آواز بلند کی۔ انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے عورتوں کی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کے لیے بہت سی کوششیں کیں۔ وہ تحریک نسواں کی سرگرم رکن تھی۔ انھوں نے ہندوستانی خواتین کو بیدار کرنے اور ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ اسی بنا پر شاد عظیم آبادی نے اپنے بعض مکتوبات میں انھیں ''سرتاج خاتون ہند'' کہا ہے۔(۱)

---

* ٹیچنگ ریسرچ ایسوسی ایٹ (شعبہ اردو) بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی: اسلام آباد

صغرا ہمایوں کا اصل نام صغرا(۲)اور تخلص حیاؔ(۳) تھا۔ وہ ۱۸۸۴ء میں صفدر علی مرزا کے ہاں پیدا ہوئیں(۴)ان کا تعلق حیدر آباد کے ایک اعلیٰ خاندان سے تھا ان کے دادا ترکی النسل تھے جو آصف جاہ ثانی کے عہد میں حیدر آباد آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے اور وہاں انھوں نے شمشیر سازی کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا تھا۔(۵)صغرا ہمایوں ایک کھاتے پیتے اور تعلیم یافتہ گھرانے میں پیدا ہوئی اس گھرانے کا مغل دورِ حکومت میں ایک خاص مقام و مرتبہ تھا۔ اس خاندان میں تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ صغرا ہمایوں کے والد صفدر علی مرزا بھی حیدر آباد کے ایک مشہور و معروف ڈاکٹر تھے۔(۶) وہ ایک ماہر طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی تصانیف کے مالک تھے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

شہزادہ یوسف و حکیم بلوھر۔ یہ کتاب فلسفہ پر مشتمل ہے اور یہ فلسفہ الہیات و حکمت کا خزانہ ہے۔

نعمت عشق۔ تصوف و عرفان پر ہے۔(۷)

رسالہ علاج ہیضہ اور رسالہ حفظانِ صحت۔ یہ دونوں کتابیں طب پر مشتمل ہیں۔(۸)

بیگم صغرا جس زمانے میں پیدا ہوئیں اس وقت ہندوستانی عورتیں گھر کی چار دیواری تک محدود تھیں اور انھیں رسمی تعلیم حاصل کرنے کی آزادی نہ تھی۔ ہندو گھرانوں میں لڑکیوں کو مدرسوں میں بھیجنے کا رواج تھا مگر مسلمان گھرانوں میں عورتوں کی تعلیم صرف گھر پر ہی قرآن پڑھنا اور فارسی کی چند کتب تک تھی۔ باقاعدہ مشنری سکولوں میں جانے کی ممانعت تھی۔ ان کی تعلیم اور آزادی پر ہندوستانی تہذیب و معاشرت نے پہرے لگائے ہوئے تھے اور مسلمان گھرانوں میں عورتوں کی تعلیم کی سخت سے ممانعت تھی۔ لڑکیوں کے لیے صرف سلائی و کڑھائی کو کافی سمجھتے ہوئے ان کے لیے سکولوں کا انتظام نہ تھا اور شرفا اپنی بیٹیوں کو سکولوں میں بھیجنا بے حیائی تصور کرتے تھے۔ ان حالات میں صغرا ہمایوں کی تعلیم و تربیت گھر پر ہی ہونے لگی اور ان کے لیے گھر پر ہی استاد کا انتظام کر دیا گیا۔ صغرا ہمایوں چونکہ بچپن سے ہی بڑی چست و چالاک اور پڑھنے کی شوقین تھیں اس لیے انھوں نے تعلیمی سلسلے کو بڑے ذوق و شوق سے جاری رکھا اور اپنے علم میں برابر اضافہ کرتی رہیں۔ ان کی شادی پٹنہ کے ایک معزز نواب گھرانے میں ہوئی۔(۹)ان کے شوہر سیّد ہمایوں مرزا پیشہ کے لحاظ سے بیرسٹر تھے۔ مرزا ہمایوں خود بھی صاحب ذوق تھے اور ادب سے گہری دلچسپی رکھتے تھے انھوں نے بہت سی تصانیف تخلیق کیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

کرشمہ و تقدیر۔ یہ کتاب تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور دہریہ اس کے مطالعے سے واجب الوجود کا قائل ہو جاتا ہے۔(۱۰)

آثار صنادید دکن۔ قدیم عمارات کے تاریخی حالات دلچسپ پیرائے میں بیان کیے ہیں۔(۱۱)

مختصر تاریخ جاپان۔ اس میں جاپان کے تاریخی احوال کے ساتھ ساتھ جغرافیہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔(۱۲)

حالات ابن رشد۔ اس کتاب میں ابن رشد کے حالاتِ زندگی بیان کیے ہیں۔(۱۳)

سیّد ہمایوں مرزا اپنے عہد کی بہت بڑی شخصیت تھے۔ ان کا پیشہ تو قانون تھا مگر وہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں خود بھی سرگرم تھے اور بیگم صغرا کا بھی ان کے علمی و ادبی کاموں میں ساتھ دیتے تھے۔ وہ خود بھی سیاحت کے شوقین تھے اور بیگم صغرا کے

ساتھ بہت سے ملکوں کی سیر کی۔ اس سیاحت کے دوران صغرا ہمایوں نے دوسرے ملکوں کی تہذیب و معاشرت، سیاست، ثقافت اور تعلیم نسواں کا بغور مشاہدہ کیا اور انھوں نے اس بات کا شدت سے احساس کیا کہ ہندوستانی عورت زندگی کے میدان میں باقی قوموں سے بہت پیچھے ہیں۔ انھوں نے عورتوں کی فلاح اور انھیں ان کے حقوق کا احساس دلانے کے لیے تعلیم نسواں اور انجمن خواتین دکن کی روح رواں بنی۔ انھوں نے بہت سی تحریکوں میں شمولیت بھی اختیار کی۔ عورتوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کئی جگھوں پر سکول قائم کیے۔ نصیر الدین ہاشمی صغرا کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہتے ہیں۔

''صغرا ہمایوں کا سب سے بڑا کارنامہ ہندوستان کی مسلمان عورتوں کو جدید تعلیم کی طرف راغب کرنا اور انھیں اپنے حقوق کے لیے منظم کرنا، اس مقصد کے لیے انھوں نے نہ صرف ایک تحریک شروع کی بلکہ ان تمام تحریکوں کی حمایت بھی کی جو اس مقصد کے لیے چلائی جارہی تھیں۔ انھوں نے ہمایوں نگر میں ایک زنانہ اسکول قائم کیا۔'' (۱۴)

بیگم صغرا ہمایوں درد مند دل رکھنے والی ایک سماجی کارکن تھیں انھوں نے ساری زندگی حقوق نسواں کی جنگ لڑی۔ انھیں مسلم خواتین کی ترقی اور بہبود سے بڑی دلچسپی تھی۔ انھوں نے پورے ہندوستان کی خواتین کو بیدار کرنے کے لیے بہت سے مضامین لکھے اور مختلف رسائل کی ایڈیٹر رہیں۔

"صغرا کی سرپرستی میں لاہور سے مجلہ "تہذیب النسواں" کا اجرا ۱۸۹۸ء میں ہوا تھا۔ آزادی نسواں، تعلیم نسواں کی حامی خاتون تھی۔ (۱۵)

انھوں نے عورتوں کی زبوں حالی کو دور کرنے اور انھیں تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی کوششیں کیں۔ ان کا خیال تھا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان کچھ زیادہ فرق نہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے نے عورتوں کو جاہل اور مجبور بنا رکھا ہے۔ اگر عورت کو بہتر تعلیم و تربیت دی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بھی مردوں کی طرح زندگی کے ہر میدان میں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ انھوں نے مسلمان عورتوں میں ایک ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی اس مقصد کے لیے انھوں نے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ انھوں نے بہت سے سفر نامے، ناول اور مضامین شائع کیے۔ ان کے مضامین کا مجموعہ "مقالاتِ صغرا" بھی شائع ہو چکا ہے۔ انھوں نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا اور ایک عرصہ تک حیدرآباد سے "رسالہ النساء" کی ادارت سنبھالی اور 'زیب النساء" (لاہور) کی بھی آپ مدیر رہیں۔ (۱۶) بیگم ہمایوں اپنے عہد کی ایک مشہور مصنفہ، سماجی اور تعلیمی تحریک کی سرگرم رکن تھیں انھوں نے تعلیم نسواں کی ترقی میں نہ صرف عملی اقدام کیے بلکہ خواتین میں شعور بیدار کرنے کے لیے کثرت سے مضامین بھی لکھے جو تہذیب نسواں اور عصمت میں باقاعدگی سے چھپتے رہے۔ ان مضامین کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

خوشی /خوشامد /بی بی کا خط / سنگھار /کشمیر کی سلک فیکٹری / خط و کتابت / ٹیکسلا اور اس کا نواح/حور کی نظر / دستر خواں پر/ایرانی مہمان داری /پرانے کاغذوں کی دیکھ بھال / ہمایوں نگر کا حجام / مرد کے فرائض / گردہ کی پتھری کا علاج

/میاں بیوی کے خطوط/ایک نیک بی بی کی وفات / کفایت شعاری / بننا بگڑنا / بسم اللہ کی رسم / لندن کا طریقہ خیرات / عورت اور اسلام / یوگنڈہایم / لندن کا چڑیاگھر /بیت المعذورین جرمنی /زبان اردو /گورستان لندن / جرمنی کا ورزش خانہ / سوچ، تیر کے شکار پر انعام /قطب شاہی عمارات،/آپ امیر ہیں میں غریب / بی بی کا خط / دشمنی / میر اسنگ مزار /مصیبت زدگان / خواتین ہند کا کلام / جرمنی میں شادی۔

صغرا بیگم نے اپنی ان تمام تحریروں کے ذریعے عورتوں کی تعلیمی و معاشرتی اصلاح کی کوشش کی۔ ایک طرف تو انھیں تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی تو دوسری طرف اپنے مضامین اور تقاریر کے ذریعے ان کے اندر پیوستہ سماجی و معاشرتی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے ہندوستانی مسلمان عورتوں کو یہ باور کرایا کہ تعلیم ہی وہ واحد حربہ ہے جس سے انسان تمام برائیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اسلام میں تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کیا اور سمجھانے کی کوشش کی کہ تعلیم کسی مخصوص طبقہ اور مخصوص جنس کے لیے نہیں ہے بلکہ سب کے لیے یکساں ہے، عورتوں کو اس کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ عورت نسلوں کو پروان چڑھاتی ہے۔ بیگم صغرا ہمایوں کی خدمات کے متعلق طیبہ خسرو کہتی ہیں کہ

"صغرا بیگم کی اولو العزمی اور عورتوں کے مسائل سے گہری دلچسپی اور لگاؤ نے لاکھوں پردہ نشین خواتین کے اندھیرے راستے میں اُجالے پیدا کر دیے ان میں عام بیداری پیدا کر دی کہ وہ خود اپنی منزل پہچان سکیں۔(۱۷)

صغرا ہمایوں نے ہندوستانی معاشرے کے فرسودہ رسم و رواج کے خلاف قلمی اور عملی جہاد کیا۔ انھوں نے مسلمان عورتوں کو تعلیم کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لیے بہت سی اصناف میں طبع آزمائی کی۔ ناول اور سفر نامہ نگاری میں بھی ان کا ایک خاص مقام و مرتبہ ہے۔ انھیں سیر و سیاحت کا بے حد شوق تھا اور واپسی پر انھوں نے بہت سے سفر نامے تخلیق کیے مثلاً سفر نامہ یورپ /سفر نامہ عراق، /سفر نامہ پونا و مدراس / سیر بہار و بنگالہ /روزنامچہ سفر بھوپال، آگرہ، دہلی، کے حالات / ہمارا کاٹھیاوار کا سفر / سیاحت جنوبی ہند /سفر نامہ مدراس و والیٹر /رہبر کشمیر /وغیرہ۔

یہ تمام سفر نامے بیگم صغرا کیا سفار کی یادگار ہیں، ان سفر ناموں میں حقوق نسواں کے لیے کوشاں نظر آتی ہیں۔ اسفار ہند انھوں نے مختلف کانفرنسوں میں شرکت کے لیے اختیار کیے کیونکہ وہ انجمنِ خواتین دکن کی سرگرم رکن تھیں۔ ان مقامی سفر ناموں میں انھوں نے ہند کی تہذیب و معاشرت، تاریخ، اور جغرافیہ کو بڑے سہل انداز میں بیان کیا ہے۔ بیگم صغرا کو چونکہ سیاحت سے بے حد دلچسپی تھی لہٰذا یہ شوق انھیں یورپ کی سیاحت پر لے گیا۔ اس سفر سے واپسی پر انھوں نے" سفر نامہِ یورپ" شائع کیا۔ یہ سفر نامہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں انھوں نے ہالینڈ، جرمنی، اٹلی، فرانس اور لندن کا احوال بڑی تفصیل کے ساتھ قلم بند کیا۔ اس سفر نامے میں وہ مغربی چکا چوند سے متاثر نظر آتی ہیں۔ ان سفر ناموں کے علاوہ بیگم صغرا نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ناول بھی لکھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مشیر نسواں۔ اسم بامسمیٰ، علم و ہنر کا خزانہ ہے۔ اس ناول پر انھیں طلائی تمغہ عطا ہوا۔(۱۸) یہ ناول ہندوستانی

معاشرت کو اجاگر کرنے میں اہمیت کا حامل ہے۔

سر گزشت ہاجرہ۔ یہ خواتین کے لیے لکھا گیا اصلاحی ناول ہے۔اس میں انھوں نے عورتوں کی تعلیم و تربیت اور ازواجی زندگی کے کامیابی کے اصولوں کو بیان کیا ہے۔بیگم صغرانے اپنے تمام ناول اصلاحی مقصد کے تحت لکھے۔وہ اپنے ناولوں میں عورتوں کے گھریلو مسائل آشکار کر کیان کا حل بھی بتاتی ہیں۔

موہنی۔اس ناول میں ایرانی تہذیب و معاشرت میں مافوق الفطرت عناصر کو شامل کر کے بیان کیا گیا ہے اس پر داستانوی رنگ غالب ہے۔

سفر ناموں اور ناولوں کے علاوہ ان کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں۔

تحریر النساء۔ صغرا ہمایوں کی یہ تصنیف انشائیہ نگاری وانشاپردازی پر مبنی ہے۔ یہ اس فن پر سب سے پہلی تصنیف ہے۔
سفینہ نجات۔ یہ تصنیف نوحہ جات پر مشتمل ہے۔
مجموعہ نصائح۔ آوازِ غیب۔ گلشن ترنم۔ نصیحت کے موتی۔ بی بی طوری کا خواب۔
سالانہ رپورٹ انجمن خواتین دکن۔ یہ کتاب انجمن کے عملی کارناموں اور بیگمات کی تقریروں پر مشتمل ہے۔

صغرا ہمایوں نہ صرف اپنے عہد کی ایک ممتاز سفر نامہ نگار اور ناول نگار تھی بلکہ خدا نے انھیں بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ ایک وقت میں صحافی، مضمون نگار، اچھی مقرر، سماجی کارکن، ناول نگار، سفر نامہ نگار اور شاعرہ بھی تھیں۔ انھوں نے الگ الگ اصناف میں طبع آزمائی کی اور اپنے آپ کو منوایا۔ وہ بڑی عمدہ شاعری کرتی تھیں۔ مختلف رسائل میں ان کی غزلیں اور نظمیں شائع ہوتی رہی ہیں اور وہ حیاؔ تخلص کرتی تھیں۔ ان کی مختلف اصناف میں مہارت کے بارے میں نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں؛

’’صغرا ہمایوں کی شخصیت بڑی پر کشش تھی۔ انھیں بیک وقت کئی ادب میں دخل تھا انھوں نے ناول اور افسانے لکھے، سوانح اور سفر نامے مرتب کیے، مضامین لکھے اور شاعری بی کی۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے ان کی ایک نظم پر اصلاح دی تھی۔‘‘ **(۱۹)**

صغرا ہمایوں نے غزلوں، نظموں، رباعی کے علاوہ نوحے بھی لکھے۔ ان کے نوحہ جات کی تصنیف "سفینہ نجات" ہے۔ یہاں بطور نمونہ ان کی ایک فارسی غزل پیش کی جاتی ہے، یہ اُن کی پہلی فارسی غزل ہے اس سے پہلے انھوں نے کبھی کچھ فارسی میں نہیں لکھا۔ وہ اپنی اس غزل کے بارے میں تہذیب النسواں کے ۷ اگست ۱۹۴۳ء کے شمارہ میں لکھتی ہیں:

’’میں قندیل کے بیٹھ کر فارسی میں اشعار لکھنا چاہ رہی ہے اور بآواز بلند پڑھتی بھی جاتی ہے۔ بیرسٹر صاحب یہ اشعار سن کر مجھے کہتے ’’کیوں کفر کہہ رہی ہو ایسے اشعار نہ لکھو‘‘ میں کہتی، ’’تھوڑی دیر مجھے کہہ لینے دو‘‘ مگر وہ مجھے منع کرتے ہی گئے۔ لیکن میرا قلم نہیں رکا۔ تھوڑے سے اشعار جو لکھے وہ پیش کرتی ہوں۔ یہ مری پہلی فارسی غزل ہے۔ میں نے اس سے قبل فارسی میں کبھی کچھ نہیں لکھا۔‘‘ **(۲۰)**

یہاں یہ طویل اقتباس دینے کا مطلب یہ ہے کہ میری مندرجہ بالا بات کی شہادت اُن کے اپنے قول سے ثابت ہو

جائے۔

صغرا ہمایوں کی فارسی غزل ملاحظہ کریں۔

گہے باراں گہے گرما گہے باد صبا ہستم
گہے سجدہ گہے کعبہ گہے بدر الدجےٰ ہستم
گہے تیرہ گہے روشن گہے آتش فشاں ہستم
گہے زندہ گہے مردہ گہے خاک شفا ہستم
منم ساقی۔ منم ساغر۔ منم بادہ۔ منم آدم
منم گریاں ۔ متم خداں و من باد فنا ہستم
منم خاکی۔ منم بادی۔منم آبی۔ منم خارا
منم قائم منم دائمن من اسرار بقا ہستم
منم رحمت۔ منم زحمت۔ منم جادو منم افسوں
منم دوزخ۔ منم جنت۔ منم ارض و سما ہستم
زمیں دارم زماں دارم فلک دارم **ملک** ارم
نہ من دانم کہ کے ہستم کجا بودم کجا ہستم
حیاؔ گر تو بقا خواہی بیا آنجا کہ من گویم
گہے یاد خدا باشی کہ من یاد خدا ہستم **(۲۱)**

ترجمہ:۔

کبھی بارش، کبھی گرمی، کبھی صبح کی ہوا ہوں
کبھی سجدہ، کبھی کعبہ، کبھی چمکتا ہوا چاند ہوں
کبھی تاریکی، کبھی روشنی، کبھی آتش فشاں ہوں
کبھی زندہ ،کبھی مردہ، کبھی شفاکی مٹی ہوں
میں ساقی ،میں ساگر ، میں شراب ،میں آدم ہوں
میں روتی، میں ہستی، میں فنا ہونے والی ہوا ہوں
میں مٹی ہوں ،میں صحراہوں، میں پانی ہوں ، میں کانٹا ہوں
میں قائم ہوں ،میں ہمیشہ ہوں، میں زندگی کا راز ہوں

میں رحمت ہوں ، میں زحمت ہوں، میں جادو ہوں، میں منتر ہوں
میں دوزخ ہوں ،میں جنت ہوں، میں زمین و آسماں ہوں
زمیں ، زمانہ ،آسمان رکھتی ہوں، سلطنت رکھتی ہوں
میں نہیں جانتی میں کون ہوں، کہاں تھی، کہاں ہوں
حیآ اگرتم بقاء چاہتی ہو، یہاں آؤ،تاکہ میں بولو
کبھی خدا کو یاد کرو،کہ میں خدا کی یاد ہوں

بیگم صغرا نے جس طرح اصناف نثر کی مختلف صنف میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو منوایا اسی طرح شعری اصناف میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ انھوں نے نا صرف غزل اور نوحے لکھے بلکہ رباعی جیسے مشکل میدان میں بھی قدم رکھا۔ رباعی شعری اصناف میں سے ایک مشکل میدان ہے اس میں بہت کم لوگ کامیابی سے پار اترنے میں کامیاب ہوتے ہیں مگر صغرا ہمایوں اردو ادب کا ایک ایسا درخشاں ستارہ ہے جو ہر افق پر خوبصورتی سے چمکا ہے۔ ان کی یہ چکا چوند رباعی کے میدان میں بھی نظر آتی ہے بطور نمونہ رباعی پیش کی جاتی ہے۔

رباعی

خیمہ زدابر بہاراں درمیان کوہسار
غنچہ خنداں۔ لالہ حیراں بام ودرچوں سبزہ زار
برکنارے رود کو خردید نی است اے حیا
جام گلگوں۔ ساقی گلرو۔ شب ماہ لالہ زار **(۲۲)**

بیگم صغرا ہمایوں غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک تھیں۔ انھوں نے ادب وصحافت، شاعری اور سیاست و معاشرت کے میدانوں میں شاندار کارنامے انجام دیئے۔ متعدد سفر ناموں کے علاوہ ناول اور سینکڑوں مضامین بھی لکھے۔ انھوں نے چھوٹی عمر میں لکھنا شروع کیا اور تادم آخر ان کا قلم رواں رہا۔ اس زمانے کا شاید ہی کوئی ایسا رسالہ ہو گا جس میں ان کی تحریر شائع نہ ہوئی ہو اور بیداریِ نسواں کا کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں جہاں اُن کی آواز کی گونج نہ ہو۔ وہ ساری زندگی حریت نسواں کے لیے کوشاں رہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اشرفی، وہاب، ڈاکٹر، شاد عظیم آبادی اور ان کی نثر نگاری، کلچر اکیڈمی، گیا، ۱۹۷۵ء، ص ۳۱۶
۲۔ سلطانہ بخش، ایم، ڈاکٹر، پاکستانی ادبیات میں خواتین کا کردار، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۱۸۹

۳۔ ہمایوں، صغرا، سفر نامہ یورپ، ص۸۶۷

۴۔ حمیرہ سعید، ڈاکٹر، اردو ناولوں میں نسائی حسیت، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۹ء، ص۵۷

۵۔ سیمیں، ثمر فضل، ڈاکٹر، ہندوستانی مسلم خواتین کی جدید تعلیمی ترقی میں ابتدائی ناولوں کا حصّہ، اے ون آفسٹ، دہلی، ۱۹۹۱ء، ص۲۵۵

۶۔ ایضاً، ص۲۵۶

۷۔ بیگم صغرا ہمایوں، روزنامچہ سفر بھوپال وآگرہ ودہلی کے حالات، انجمن خواتین دکن، حیدرآباد، ۱۹۱۸ء، ص۱۱۶

۸۔ ایضاً، ص۱۱۸

۹۔ ایضاً، ص۲۵۶

۱۰۔ بیگم صغرا ہمایوں، سفر نامہ یورپ (حصہ دوم)، اعظم اسٹیم پریس چار مینار، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۶ء، ص۳۱۱

۱۱۔ ایضاً، ص۳۱۱

۱۲۔ بیگم صغرا ہمایوں، روزنامچہ، ایضاً، ص۱۱۸

۱۳۔ بیگم صغرا ہمایوں، سفر نامہ یورپ (حصہ اول)، اعظم اسٹیم پریس چار مینار، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۶ء، ص۸۵۷

۱۴۔ نصیر الدین ہاشمی، حیدرآباد کی نسوانی دنیا، ادارہ ادب جدید، حیدرآباد، ۱۹۶۶ء، ص۵۰

۱۵۔ سلطانہ بخش، ایم، ڈاکٹر، پاکستانی ادبیات میں خواتین کا کردار، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص۱۸۹

۱۶۔ نصیر الدین ہاشمی، ایضاً، ص۲۵۶

۱۷۔ صغرا بیگم اور نسوانی دنیا، طیبہ خسرو، یاد صغرا ہمایوں، ۱۹۷۶ء، ص۲۳، مرتبہ، مرزا سرفراز علی مشمولہ، اردو ناولوں میں نسائی حسیت، ص۵۸

۱۸۔ بیگم صغرا ہمایوں، روزنامچہ سفر بھوپال وآگرہ ودہلی کے حالات، ایضاً، ص۱۱۸

۱۹ ۔ نصیر الدین ہاشمی، حیدرآباد کی نسوانی دنیا، ایضاً، ص۲۵۶

۲۰۔ محمدی بیگم، تہذیب نسواں، جلد۴۶، ۷اگست ۱۹۴۳ء، ص۵۱۴۔

۲۱۔ ایضاً، ص۵۱۵

۲۲۔ ایضاً، ص